International Journal of Human and Society (IJHS)

P-ISSN: 2710-4966	E-ISSN: 2710-4958
Vol. 4. No. 01 (Jan-Mar) 2024	Page 497-506

خوشحال خان خٹک کی شاعری پر قرآن و حدیث کے اثرات

بی بی فاطمہ
پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر شعبہ اردو قرطبہ یونیورسٹی پشاور
fatimagul7755@gmail.com

ڈاکٹر ستار خان خٹک
شعبہ اردو قرطبہ یونیورسٹی پشاور fazalwadood@gmail.com

Abstract: *Khushal Khan Khattak is the founder of Pashto language and Pashto literature. He is famous as a warrior poet in the history of world. He is called the owner of the pen (Sahib-e-Saif wa Qalam). His poetry has many unique characteristics. These characteristics include Patriotism, Romantic, Verse composed during imprisonment, sycophancy, encomium, satire, hunting, ostentation, sexology and songs of love. Khushal Khattak was a very great lover. He was very fond of effeminate beauty. Khushal Khan Khattak wrote about twenty-two thousand verses in Pashto. About half of his poetry is consisted on religious topics. It is obvious from the study of his poetry that he was a very great religious scholar. Indeed, he was a revivalist on the pashtoon belt. He was a great scholar of Islamic law (Fiqha) Khushal Khan Khattak translated the famous book Hidaya from Arabic in to Pashto verses. This poetic intelligible simple and easy to the common reader. He wrote hundreds of verses in the praise of almighty Allah and in the praise of Prophet of Islam. He wrote hundreds of verses in the praise of the prophet's companions. He wrote elegiac verses in the praise of Ahl-e-Bait. Thousands of verses are found on preaching and advice. Hundreds of Quranic allusions are found in his poetry. Indeed, Khushal Khan Khattak was a great religious scholar. He preached pure Islam.*

Keywords: Warrior poet, owner of sword and Pen, Sycophancy, Encomium, Patriotism, Religious topics, Revivalist, Islamic law, Elegiac verses

خوشحال خان خٹک کو صاحبِ سیف و قلم کہا جاتا ہے۔ یہ اعزاز بہت کم شعرا کے حصے میں آیا ہے۔ زمانہ جاہلیت کے عربی شاعر امراؤ القیس اور خوشحال خان خٹک کی شاعری اور حالات زندگی میں بہت قریبی مماثلت پائی جاتی ہے۔ مشہور افغان حکمران احمد شاہ ابدالی بھی کسی حد تک صاحب سیف و قلم تھے مگر خوشحال خٹک اور احمد شاہ ابدالی کا موازنہ ہو نہیں سکتا۔

عچہ نسبت خاک را بہ عالم پاک

دنیا کی معروف زبانوں میں خوشحال خان خٹک کی طرح قادر الکلام شاعر نہیں گزرا ۔ حقیقت میں خوشحال خان خٹک پشتو زبان کے افلاطون ثانی ہیں۔ پشتو زبان اس خطے کی سب سے قدیم ترین زبان ہے۔ خوشحال خان خٹک فارسی زبان کے بھی قادر الکلام شاعر تھے۔

خوشحال خان خٹک صرف شاعر نہ تھے وہ پشتو زبان اور پشتون قومیت کے بانی تھے۔ قوم کے مصلح تھے۔ پشتون قوم کے رہنما اور قائد اعظم تھے۔ خوشحال خان خٹک مورخ تھے۔ قرآن و حدیث کے بے بدل عالم تھے۔ جہاں وہ اپنی شاعری میں پشتونوں کو اتحاد ، اتفاق اور آزادی کا درس دیتے ہیں وہاں وہ اپنی قوم کو قرآنی تعلیمات کا درس شعر کی زبان میں دیتے ہیں۔ خوشحال خان خٹک ایک شعر میں کہتے ہیں؛

فارسی شعر مِ هم زده سلیقہ لرم دَ دواڑو

پشتو شعر مِ خوش کڑو هر سوک خپل گنڑی خاغلی 1ـہ

یعنی میں فارسی اور پشتو دونو ں زبانوں میں شعر کہنے کی قدرت یکساں طور پر رکھتا ہوں لین میں نے پشتو کا انتخاب اسلئے کیا کہ آزاد لوگ اپنی مادری زبان کا انتخاب کرتے ہیں۔ (ترجمہ رقمی)

خوشحال خان خٹک نے پشتو زبان میں بیالیس ہزار سے زیادہ اشعار لکھے ہیں۔ ایک ہزار چھ سو رباعیات لکھی ہیں۔ اُن کی شاعری کا تقریباً نصف حصہ دینی تعلیمات پر مبنی ہے۔ پشتو ادب کی تمام اصناف کی باقاعدہ بنیادیں خوشحال خان خٹک نے رکھی ہے۔ پشتو غزل میں اب کا ثانی مشرقی زبانوں میں ابھی تک پیدا نہیں ہوا۔ اُن کی شاعری کا ایک بڑا حصہ حماسیات پر مشتمل ہے۔ ایک بڑا حصہ وطن کی محبت کے نغموں پر مشتمل ہے۔ شاعری کا ایک معتدبہ حصہ رزمیات اور جسیات پر مشتمل ہے۔ جمالیات کا حصہ بڑا دلچسپ ہے۔ اُن کی شاعری کا ایک بڑا حصہ ہندو نصائح قصائد نگاری اور ہجویات نگاری پر مشتمل ہے اور ایک حصہ شکاریات، جنسیات، نفسیات اور سفر ناموں پر مشتمل ہے۔ جب ہم خوشحال خٹک کی شاعری کا گہرا مطالعہ کرتے ہیں تو اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ خوشحال خان خٹک کی شاعری کا اصل موضوع دین اسلام کی تبلیغ و ترویج ہے۔ وہ پشتون معاشرے میں اصلی اور خالص اور عجمی اثرات سے پاک دین کی اشاعت چاہتے تھے۔ مختصر الفاظ میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اسلامی تعلیمات کے علاوہ خوشحال خان خٹک نے جتنی شاعری کی ہے وہ سب رد عمل کی شاعری ہے۔ خوشحال خان خٹک پشتون کلچر کے علمبردار تھے۔ اپنی قوم کے سردار بڑے جاگیردار، مغلوں کا منصبدار اور دنیا دار انسان تھے۔ وہ قبائلی تعصبات کے شکار ہوئے۔ جس کی وجہ سے وہ ہجو نگاری پر اتر آئے۔ اُن کی شاعری کا ایک حصہ مغلوں خصوصاً اورنگ زیب کی ہجو نگاری پر مشتمل ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اورنگ زیب نے ان کا جدی پشتی منصب ختم کیا اور ان کو رتھمبور کے قلعے میں پابند سلاسل کیا۔ دہلی کے تخت پر پشتونوں نے سات پشتوں سے حکومت کی تھی۔ مغلوں نے پشتونوں کے اقتدار کا خاتمہ کیا تھا اسلئے مغل پشتونوں کو ہمیشہ شک کی نظروں سے دیکھتے تھے۔ خوشحال خٹک کا مسئلہ یہ تھا کہ جب کوئی حریف ان کو چھیڑتا تھا تو وہ پہلے تو تلوار سے اس کا کام تمام کر دیتے، اگر ان کی تلوار کی ضرب سے بچ نکلتا تو اپنے طاقتور تخیل اور طاقتور قلم سے اپنے حریف کو اس طرح شرمندہ کرتھے تھے کہ وہ پھر سے سوسائٹی میں سر اٹھا کر چلنے کے قابل نہیں رہتا تھا۔ سب سے بڑی مثال اورنگزیب عالمگیر کی ہے کہ انہوں نے پارسا، تقوٰی دار اور فقیر بادشاہ کا بھیس بدل کر حکمرانی کرنے کے لئے خوشحال خٹک نے بادشاہ کی ریاکاری ، منافقت اور بدنیتی کو اس طرح اپنی شاعر ی میں طشت از بام کیا کہ اورنگ زیب کی حقیقت ساری دنیا پر عیاں ہوگئی۔ دوسری مثال اخون درویزہ اور ان کے عقیدتمندوں کی ہے جب اخون درویزہ کے عقیدتمند شیخ میاں نور نےعقیدے کے خلاف فتوٰی دیا تو خوشحال بابا نے فتوٰی فروش اور زکوٰۃ خور نام نہاد نیم ملاؤں کی حقیقت عوام کے سامنے رکھ دی۔ پشتون معاشرے سے پیر پرستی اور دین فروش جعلسازوں کی بیخ کنی کی اور اس استحصالی طبقے سے عوام کو نجات دلا دی۔ یہ صرف دو مثالیں ہیں حالانکہ ایسی سینکڑوں مثالیں ہیں۔ غرض یہ ہے کہ خوشحال خان خٹک کی شاعری کا مرکزی نقطہ ملاوٹ سے پاک دین اسلام کی تبلیغ ہے۔ باقی سب شاعری ردعمل کی شاعری ہے۔ وطن کی محبت میں خوبصورت نغمے انہوں نے اس وقت لکھے جب وہ مغلوں کی قید میں چلے گئے۔ پشتون دو شیزاؤں کا حسن اس وقت ان کی شاعری کا مرکزی موضوع بن گیا۔ جب انہوں نے ہندوستان میں کالی رنگت والی دوشیزائیں دیکھیں خوشحال خان خٹک نے دریائے کابل اور دریائے باڑہ کے پانی کی ٹھنڈک اور شیرینی کے نغمے اس وقت الاپے جب اسے ہندوستان کے بدمزہ اور گرم پانی سے واسطہ پڑا۔ اب ہم آتے ہیں خوشحال خان خٹک کی دینی شاعری کی طرف۔

ڈاکٹر اقبال نسیم خٹک اپنی کتاب پشتون شناس میں لکھتے ہیں:

"خوشحال خان خٹک ایک راسخ العقیدہ مسلمان کے گھر پیدا ہوا تھا اور اس کی تربیت صحیح اسلامی خطوط پر ہوئی تھی۔ ویسے بھی خوشحال خان خٹک جس قبیلے میں پیدا ہوا تھا اس کے باشندے تمام تر سنی مذہب اور اسلام پسند ہیں۔ خوشحال خان خٹک بھی بڑے پختہ عقیدے کا آدمی تھا۔ وہ قرآنی تعلیمات پر غیر متزلز ل یقین رکھتا تھا۔" 2

ے خوشحال خان خٹک خود ایک رباعی میں فرماتے ہیں:

ے زہ تا پیدا کڑم لہ ماء وطین

بخرہ دے راکڑہ دَ دین مرین

ے دین میں منلے دَ پاک رسول دے

زما توبہ دہ لہ غیر دین 3ے

ترجمہ: اے میرے رب تو نے مجھے ماء وطین یعنی پانی اور مٹی سے پیدا کیا اور مجھے دین کا متین حصہ بخشا ہے۔ میں نے رسول پاکﷺ کا دین دل و جان سے مان لیا ہے۔ دین اسلام کے سوا دیگر تمام ادیان سے توبہ ہے۔ ترجمہ راقم

خوشحال خان خٹک کے کلیات کا آغاز جس حمد سے کیا گیا ہے وہ معنی کا ایک بڑا دفتر ہے۔

ے صورت گرچہ خہ صورت پہ دیوال ساز کا

کل صفت ئے پہ صفت زبان دراز کا

ے دَ ھغہ نقاش پہ صنع نظر نہ کا

چہ لہ سہ ساسکی نہ دا نقش طراز کا 4ے

جب کوئی مصور دیوار پر تصویر بناتا ہے تو پوری دنیا کے لوگ اس کی تعریف میں گیت گاتے ہیں۔ مگر اس نقاش ازل کی صنعتکاری پر غور نہیں کرتے جو ایک حقیر قطرے سے ایک حسین پیکر تراش کرلیتا ہے۔ راقم

یہاں خوشحال خان خٹک کی خوبصورت غزل کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔

"ایک تو ایسی دیندار عورت نعمت ہے جو صورت اور سیرت دونوں لحاظ سے حسین ہو دوسرا ایک بہترین گھوڑا اور ایک اچھی تلوار اور ایک قیمتی زرہ بکتر ، دنیا میں اگر یہی نعمتیں میسر آئیں تو دیگر اشیاء کو ٹھکرا دو۔ ہاں ان کے علاوہ بھی اگر کوئی اچھی چیز ہے تو وہ دلکش خوشبو ہے مگر جو چیز سب سے افضل ہے وہ خالق کائنات کی عبادت ہے۔ 5ے

ان اشعار سے خوشحال خان خٹک کے فہیم دین کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ پشتون سر زمین پر خوشحال خان خٹک سے دین کا بڑا عالم نہیں گزرا ہے اور نہ ان جیسا عالم دین گزرا ہے اور نہ ان جیسا عالم دین پیدا ہوسکتا ہے۔ علماء تو کثرت سے گزرے ہیں لیکن ان کے پاس خوشحال خان خٹک جیسا خوبصورت شاعرانہ انداز بیان نہیں ہے۔ دین اسلام کے متعلق خوشحال خان خٹک کے سارے اشعار دل میں اتروانے والے اشعار ہیں۔

خوشحال خان خٹک نے اپنی نثری پشتو تصنیف دستار نامہ میں اپنے دو اساتذہ کرام حضرت اویس صدیقی ملتانی اور مولانا عبدالحلیم سیالکوٹی کا ذکر بڑے احترام سے کیا ہے۔ اس کے علاوہ مشہور روحانی اور علمی شخصیت اور کامل عارف شیخ رحمکار عرف کاکا صاحب خوشحال خان خٹک کے والد شہباز خان خٹک اور خوشحال خان خٹک کے بھائی فقیر جمیل بیگ کے پیر طریقت تھے بلکہ تمام خٹک قبیلے کے پیر طریقت تھے۔ ایسے دینی ماحول میں خوشحال خان خٹک نے کبی اور مسلکی علوم حاصل کئے ہوں گے اور خاص کر تذکیہ نفس کا علم حضرت کاکا صاحب کی صحبت کا اثر تھا۔ دین اور دنیا کی شخصیات میں سے خوشحال خان خٹک کے معیار پر بہت کم لوگ پورا اترتے تھے۔ کیونکہ دین اور دنیا کے حوالے سے ان کا معیار بہت بلند تھا۔ روحانی اور علمی شخصیات میں انہوں نے اپنی شاعری میں شیخ رحمکار حضرت کاکا صاحب کی بڑی تعریف کی ہے۔ خوشحال خان خٹک نے ایک شعر میں کتاب سے محبت کا ذکر بڑے فخریہ انداز میں کیا ہے۔

ے یو دَ شکار ، بل دَ کتاب ، بل دَ دلبرو

پہ جہان کے نورہ نہ شوے دا درے مینے۔6ے

یعنی شکار کتاب اور حسینوں کی محبت کا کوئی نعم البدل نہیں ہے۔ ترجمہ راقم

کتاب سے مراد قرآن مجید بھی ہوسکتا ہے یا احادیث یا فقہ یا ادب و تاریخ کی کوئی بھی کتاب ہوسکتی ہے۔ خوشحال خان خٹک کی دینی تعلیم کے سلسلے میں ڈاکٹر خدیجہ فروز الدین لکھتی ہیں۔

تاہم بندہ یہ یقین کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ فطرت کے اس فرزند نے اپنی تمام دلچسپ سیاحتوں کے باوجود مروجہ علوم کا وافر حصہ حاصل کیا۔ ورنہ وہ اس حد تک مذہبی کتابوں، اسلامی تعلیمات اور اسلامی فقہ جیسے مضامین میں معلومات کیسے رکھتا؟ کہ وہ ان کتابوں سے بکثرت حوالے دے سکے یا ان پر کتابیں لکھ سکے یا ان پر کتابیں لکھ سکے۔ چنانچہ مروجہ علوم کے حصول کے سلسلے میں اس نے لازماً اساتذہ کے آگے زانوئے تلمذ لتہ کئے ہوں گے۔ کیونکہ درس و ہدایت بہت زیادہ ذہین و فطین لوگوں کے لئے بھی ضروری ہے۔7ے

خوشحال خان خٹک نے اپنی بھر پور زندگی میں بعض مواقع پر یہ بات ثابت کی ہے کہ وہ ہر قیمت پر ارکان خمسہ کی پابندی کیا کرتے تھے۔ بلکہ دین اسلام کے راستے میں وہ ہر قربانی کے لئے تیار تھے، خوشحال خان خٹک کی اسلام پسندی کے حوالے سے میر عبدالصمد لکھتے ہیں۔

" خوشحال خان خٹک ایک مرد مومن تھا، فکر و عمل دونوں میں سچا مسلمان تھا اور اس کی ساری سر مستی و سر خوشی جامِ اسلام کی سیرابی سے تھی۔ وہ رسول پاک ﷺ کا سچا فدائی ، اصحاب رسول ﷺ کا مداح، خلفائے راشدین کا پیروکار اور بہادران اسلام کا والہ و شیدائی تھا۔ 8ے

خوشحال خان خٹک کی شاعری میں دینی تعلیمات کی بہتات کو دیکھ کر قاری حیران رہ جاتا ہے اور یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہوجاتا ہے کہ انہوں نے اپنی ساری عمر میں دینی و قرآنی تعلیمات کے درس و تدریس کا کام کیا۔ دوسرا کوئی کام سرے سے کیا ہی نہیں۔ حالانکہ ان کی زندگی کا بہت بڑا حصہ قبائلی لڑائیوں اور شکار کے

مشاغل میں گزرا ہے۔

وہ اپنے وقت کے کے سب سے بڑے جابر حکمران اور تکذیب عالمگیر کے زیر عتاب آئے تھے خوشحال خٹک کا جرم یہ تھا کہ اس نے ایک جابر حکمران کی ناروا پالیسیوں کے خلاف کلمہ حق کا اعلان کیا تھا اور ان کے خیال میں یہ سب سے بڑا جہاد تھا

ے دَ اورنگ زیب پہ ظلم مات شول

دَ شاہجہان دَ وخت بندونہ 9ے

یعنی اورنگزیب کی ظالمانہ پالیسیوں کے نتیجے میں شاہ جہاں کے دور کی معاشرتی ہم آہنگی ختم ہوگئی ترجمہ راقم۔

حقیقت یہ ہے کہ خوشحال خٹک کی شاعری میں وہ تمام مضامین ملتے ہیں جو ایک کامل مسلمان ایمان کی نشانیاں سمجھی جاتی ہے مثال کے طور پر عقیدہ توحید پر ایمان و ایقان، قرآن پاک کا مقام، احترام، عشق رسول، احترام چار یاران، حب اہل بیت، فکرآخرت، توبہ استغفار، سحرخیزی، ذکر و فکر، شکران نعمت، علم و عمل، علم و عمل، برداشت، نفس حسن سلوک احترام آدمیت سخاوت راستبازی مشاورت محنت ہمت جدوجہد آزادی کی نعمت اور زبان کو قابو میں قرآنی تعلیمات کا لب لباب ہے۔

خوشحال خان خٹک کی تصانیف کے متعلق مختلف روایات ہیں ایک روایت کے مطابق خوشحال خٹک نے مختلف موضوعات پر ساڑھے تین سو کتابیں لکھی ہے کسی نے دو سو کا ذکر کیا ہے اور کسی نے اس کی تعداد میں باون لکھی ہے ان راویوں کا خیال ہے کہ خوشحال خٹک اکثر جنگ و جدل میں مصروف رہا یا لڑائیوں کے سلسلے میں ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل مکانی کرتا رہا اس لیے وہ اپنی تصنیفات کی خاطر خواہ حفاظت نہ کر سکا اور یوں قیمتی سرمایا دستبرد زمانہ سے نہ بچ سکا پھر بھی خوشحال خان خٹک نے پشتو زبان و ادب کو مندرجہ ذیل قابل فخر سرمایہ دیا ہے اور یہ وہ قیمتی سر مایہ ہے جس کا ترجمہ تمام بڑی زبانوں میں ہو چکا ہے خوشحال خان خٹک صحیح معنوں میں ادیب تھے، دوست تھے طبیب تھے، حکیم تھے، قرآن پاک و حدیث کے بے بدل عالم تھے، عاشق صادق تھے اور اپنی قوم کے بہت بڑے رہنما اور سردار تھے ان کی تصنیفات یہ ہیں: دیوان یا کلیات ، نام حق ، دستار نامہ، باز نامہ مثنوی بازنامہ، سوات نامہ، فضل نامہ، طب نامہ، فراق نامہ، اخلاق نامہ، زنجیری (پشتو شاٹ ہینڈ)، فال نامہ، فارسی نامہ، آئینہ یا عنایہ، فرخنامہ، بیاض، پشتونوں کی تاریخ اور ہدایہ کفایہ۔

مندرجہ بالا کتب میں سے ان کتابوں کا تعارف کرایا جاتا ہے جو خالص دینی موضوعات پرمشتمل ہیں۔

1۔ نام حق:

یہ فارسی کی مشہور درسی کتاب پنج گنج کا منظوم پشتو ترجمہ ہے اس حصہ میں صرف نماز سے متعلق مسائل کا ذکر کیا گیا ہے۔

نمونے کا ایک شعر ملاحظہ ہو:

ے دا کتاب مِ ترجمہ پہ افغانی کہ

افغانانو تہ مِ کار پہ آسانی کہ 10ے

یہ کتاب میں نے افغانی یعنی پشتو میں ترجمہ کیا اور افغانوں کے لیے دین کا کام آسان کر دیا۔ ترجمہ راقم

2۔ فضل نامہ:

یہ بھی ایک مثنوی ہے ، یہ مثنوی فقہی مسائل پر مشتمل ہے اس میں کچھ حصہ طب کا اور کچھ حصہ علم نجوم سے تعلق رکھتا ہے اس کتاب سے اندازہ ہوتا ہے کہ خوشحال خٹک قرآن و حدیث کے جید عالم اور بہت بڑے فقیہہ تھے اس کتاب کا تعارف پشتو نظم میں اس طرح کرتا ہے ترجمہ میں چاہتا ہوں کہ ایک نئی طرز اختراع کروں اور دنیا میں اسے اپنے پیچھے چھوڑ جاؤں۔ سادہ اور بے تکلف نظم ہے جس میں کوئی دقت اور مشکل نہیں۔ خفیف بحرمیں کہی ہوئی اور تکلف سے پاک تا کہ یا یاد کرنے میں آسان اور کہنے میں مختصر ہو۔

3۔ اخلاق نامہ:

یہ بھی ایک مثنوی ہے جو حمد، نعت ،منقبت اور دیگر اخلاق کریمہ کے موضوعات پر مشتمل ہے۔

ے زوانمرداں بہ عفو کاندی

نیکی خہ دہ پہ بد باندے 11ے

ترجمہ: بہادر لوگ ہمیشہ عفو درگزر سے کام لیتے ہیں، برائی کے مقابلے میں نیکی ہمیشہ اچھی رہی ہے۔

4۔ آئینہ یا عنایہ:

بقول ڈاکٹر اقبال نسیم خٹک کے فقہی مسائل پر مبنی منظوم کتاب ہے جس کا ذکر ادبی تذکروں اور ادبی تاریخوں میں ملتا ہے۔ 12ے

5۔ فالنامہ:

یہ بھی ایک مثنوی ہے خوشحال خٹک ستاروں کے علم

سے فال نکالنے کے قائل نہ تھے بلکہ قرآن کریم سے فال نکالنے کے قائل تھے۔ فالنامہ سے ابتدائی چار اشعار کا ترجمہ ملاحظہ ہو ؛

ترجمہ: فال قسم قسم کے ہیں یہ باتیں نجومیوں کی بھی ہے اور علم جعفر رکھنے والوں کی بھی ہیں۔ مومن کو جو بھی مسئلہ پیش آئے اسے چاہیے کہ قرآن پاک کی طرف رجوع کرے۔اے فرزند ارجمند فال نکالنے کیلئے پہلی شرط طہارت ہے کیونکہ وضو میں بڑی برکت ہوتی ہے۔ ایک بار سورہ فاتحہ پڑھ لو اور تین بار سورۃ اخلاص پڑھو۔ 13ے ترجمہ راقم

6۔ دیوان یا کلیات:

یہ خوشحال خان خٹک کے کلام کا مجموعہ ہے جو غزلیات قصائد ، رباعیات، قطعات، مثنویات، مربع، مخمس، مسدس، ترکیب بند اور ترجیع بند وغیرہ پر مشتمل ہے۔ خوشحال خان خٹک کا کلام ایک قیمتی ادبی ذخیرے کے علاوہ ایک تاریخی دستاویز بھی ہے۔ دیوان خوشحال دراصل پشتو کا انسائیکلوپیڈیا ہے اگر ہم دیوان خوشحال خٹک کا مطالعہ کرے تو اس میں ہر صفحے پر ایسے اشعار ملیں گے جو قرآنی تعلیمات پر مبنی ہے۔ عموماً شعرا رسمی طور پر ایک حمد اور نعت لکھ کر شاعری کا آغاز کرتے ہیں۔ خوشحال خٹک کا طریقہ یکسر مختلف ہے۔ وہ لکیر کا فقیر نہ تھا۔ ان کے کلام میں حمدیہ کلام بہت زیادہ ہے ایک مشہور حمدیہ کلام کامطلع ملاحظہ ہو۔

ے زہ مدد غواڑم لہ تانہ اے زما خدایہ احدَ

کہ مدد دے راسرہ وی چارہ نہ شی زما بدہ 14ے

اے میرے واحد پروردگار میں تجھ سے مدد کی درخواست کرتا ہوں اگر تمہاری مدد شامل حال رہی تو میرا ہم نہیں بگڑے گا۔

خوشحال خٹک اور دیگر حمدنگاروں کی حمد نگاری میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ دوسرے شعراء میں سے اکثر شعراء صرف تبرک یا رسم کے طور پر حمد لکھے ہے۔ خوشحال خٹک نے جتنے حمدیہ اشعار لکھے ہیں یہ اُن آیات کے تراجم یا مفاہیم ہیں جس میں اللہ تعالی اپنی تعریف خود بیان کرتے ہیں ۔ گویا قرآن پاک میں جتنی حمد پر مبنی آیات ہیں خوشحال خان خٹک نے ان سب آیات کا مفہوم اپنی شاعری میں سمویا ہے۔ یہ کام قرآن پاک کے وسیع مطالعے کے بغیر ممکن نہیں ۔ بہت سے اشعار میں قرآنی تلمیحات ہیں۔ ایک نظم نما غزل میں خداوند تعالیٰ سے یوں درخواست کرتا ہے جس کا یہاں صرف ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

" اے میرے رب نفس و شیطان دونوں میرے قرین ہے مجھے ان دونوں برے ساتھیوں کے مکر و فریب سے بچا۔ اے خدایا مجھے ملھمہ اور لواحہ میں رکھے ، مجھے نفس امارہ سے بچائے رکھ۔ اگر مجھ سے گناہ کبیرہ بھی سرزد ہوجائے تو توبہ کے ذریعے سے آوارہ کر۔

کبیرہ گناہ میرے لئے مینڈک کا گندا گوشت بنا اور صغیرہ گناہ میرے لیے چوہے کا گوشت بنا۔ مجھے عبادت اور اطاعت کی توفیق عطا فرما ، میں بڑا عاجز اور بیچارہ بندہ ہوں۔ حساب کتاب سے میری نجات ممکن نہیں ہے مجھے اپنے کرم کے حوالے کر مجھے اس حالت میں قبر میں بھیج دے کہ جب کراما کاتبین مجھ سے خوش ہوں۔ آخری وقت ہے اے خوشحال غفلت کی نیند سے بیدار ہوجاؤ۔ شمار کے چند دن اور باتیں باقی ہیں، ان سے فائدہ اُٹھاؤ۔" (ترجمہ راقم)

عقیدے کے متعلق کہتے ہیں؛

ے خدائے منت راباندے چہ ئے سیت کڑم لہ علامہ

بل خلقت یہ نہ کڑم پیدا شوم لہ آدمہ

ے پشت پہ پشت راغلے مسلمان محمدی یم

چار دہ چھار یارانو سرہ واڑہ منم سمہ

ے درست پہ دا پوھیگم چہ سلور مذھبہ حق دی

زہ یم دہ حنفی مذھب دعویٰ لرم محکمہ

ے مینہ ئے پہ زڑہ کے دَ علماؤ راکڑہ ڈیرہ

مینہ ئے دَ دور دَ شیخانو راکڑہ کمہ

ے نہ خراباتی نہ قمار باز نہ زنا کار یم

نہ قاضی مفتی چہ ئے نظر پہ سو درھمہ 15ے

ترجمہ راقم: خدا کا احسان ہے ہے کہ مجھے آدم سے ہست کیا دوسری مخلوق سے نہیں، آدم کی اولاد سے پیدا کیا ۔ میں پشت بہ پشت مسلمان ہوں اور چاروں خلفاء کو برابر سمجھتا ہوں اور ان میں فرق نہیں کرتا یہ بھی اچھی طرح جانتا ہوں کہ چاروں مذاہب حق ہیں۔ میں بھی حنفی مذہب کا مضبوط دعویٰ رکھتا ہوں ۔ خدا نے میرے دل میں علماء کی زیادہ محبت پیدا کی ہے اور مشائخ کی محبت بہت کم دی ہے نہ تو میں خراباتی نہ قمار باز اور نہ زنا کار ہوں۔ نہ قاضی اور مفتی ہونے کا دعویٰ کرتا ہوں جن کی نظر چند درہم پر ہوتی ہے۔

ایک جگہ فرماتے ہیں؛

ے دَ خپلو گناہونو توبہ گار یم

چی مِ کڑی دی پہ واڑو شرمسار یم
ے کہ پہ رسم پہ تقلید مسلمانی شی
سخ زما مسلمانانو سرہ شمار یم
ے نفس شیطان راتہ پہ هرہ ساہ پہ سو دی
تر وروستئے ساہ زہ زنے پہ ار یم
ے اعتقاد ئے دَ خاصانو و ما راکڑو
کہ زہ هر سو پہ عمل کے خوار و زار م
ے دَ کونینو پیدا کڑونے لا شریک ئے

پہ دا هومرہ اعتقاد کے استوار یم
ے کہ فرشتے کہ کتابونہ دَ آسمان دی
پہ همہ پیغمبرانو پہ اقرار یم
ے دَ قیامت پہ ورز قائل یم بے گمانہ
نیک و بد واڑہ لہ تادی خبردار یم
ے پس لہ مرگہ بہ جوندون دَ خلائق وی
پہ دا واڑو کے لہ شرک نہ ویزار یم
ے پیغمبر مے محمدﷺ دَ عبداللہ دے
مینا دار ئے پہ اصحاب پہ چهار یار یم
ے امامان ئے دَ اولاد دواڑہ برحق دی
تر مهدی پورے دَ وڑو خدمتگار یم
ے چہ دشمن ئے دَ اولاد او دَاصحاب دی
پہ وکشلو ئے دَ بیخ او دَ تبار یم
ے دَ مذهب چشتن سلور دی مینزہ نہ دی
حنفی سنی مذهب دَ دین پہ کار یم
ے دَ عذاب طاقت مے هس نشتہ بخشہ مے
ودرگاہ لرہ دے ورغلم تیار یم
ے چہ هم ڈک لہ گناهونو هم مغرور وی
زہ خوشحال هغہ بندہ دَ خپل غفار یم 16ے

ترجمہ: میں اپنے گناہوں سے توبہ گار ہوں اور جو گناہ کیے ہیں سب پر شرمندہ ہوں۔ اگر مسلمانی رسم اور تقلید کا نام ہے، پھر تو مبارک ہے میں بھی مسلمانوں میں شمار ہوں۔

ہر سانس پر نفس اور شیطان گھات میں بیٹھے ہیں۔مجھے اپنی آخری سانس تک خطرہ ہے یعنی عمر کے کسی مرحلے میں بھی وہ مجھے شکار کر سکتے ہیں۔ خدا نے مجھے اولیاء اللہ یعنی خاص بندوں کا عقیدتمند بنایا۔ اگرچہ عمل کے لحاظ سے بالکل خوار و زار ہوں۔ اے لاشریک رب تو دونوں جہانوں کے پیدا کرنے والے ہیں اسی قید پر استوار کرتا ہوں ۔فرشتوں، آسمانی کتابوں اور تمام انبیاء کا اقرار کرتا ہوں۔ بے شک قیامت کے دن کا قائل ہوں اور اس بات سے بھی باخبر ہوں کہ خیر و شر سب کی طرف سے ہے حیات بعد الممات پر میرا ایمان ہے اور اس میں کسی قسم کا شرک نہیں کرتا ۔ میرا پیغمبر محمد بن عبداللہ ان کے اصحاب اور ہر چار یاروں سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ کی اولاد کے سارے امام حق ہے ق مہدی تک سب کا غلام ہوں۔ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اور اصحاب کے دشمن ہیں۔ ان کی بیخ و بنیاد ختم کرنے کیلئے تیار ہوں۔ مذہب کے خاوند چار ہیں پانچ نہیں میں حنفی سنی مذہب کے طور پر دین کا کام کر رہا ہوں ۔ میرے اندر آزاد کی طاقت نہیں مجھے بخش دو۔ میں آپ کی درگاہ میں آنے کے لیے تیار بیٹھا ہوں ۔ میں خوشحال اس غفار رب کا بندہ ہوں جو گناہ گار بھی ہے اور مغرور بھی ہے یعنی اپنے رب کی رحمت پر فخر کرتا ہے۔

اس طرح کے اشعار کی تعداد خوشحال خان خٹک کی شاعری میں ہزاروں تک پہنچتی ہے ۔ طوالت سے بچنے کے لئے اختصار کے ساتھ نمونے کے اشعار یہاں پیش کئے جاتے ہیں۔

خوشحال خٹک کا المیہ یہ ہے کہ پشتون قوم پرستوں نے ان کو بڑا قوم پرست ثابت کرنے کی کوشش کی۔مستشرقین نے ان کو ایک محب وطن اور آزادی پسند راہنما کے روپ میں پیش کیا۔ نقادوں نے ان کو ایک جمال دوست اور حسن پرست کے روپ میں پیش کیا۔ کسی نے ان کو ایک دنیا دار سردار اور مغل منصبدار کی شکل میں پیش کیا کسی نے ان کو ایک عیاش اور قاتل سردار کی شکل میں پیش کیا ۔ پشتونوں کے اکثر قبیلوں نے ان کو قبیلہ خٹک کا سردار ثابت کرنے کی کوشش کی. کسی نے ان کو اسلام کے بادشاہ کے حکم عدولی کی وجہ سے باغی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ علامہ اقبال جیسے عظیم نے ان کو ایک افغان شناس رہنما کی شکل میں پیش کیا۔کسی نے ان کو بڑا شکاری کسی نے ان کو ایک نفس پرست اور عورت باز کے روپ میں پیش کیا۔ کسی نے ان کو پشتو زبان و ادب کا بابا آدم ثابت کیا ۔بے شک خوشحال یہ سب کچھ تھا مگر ان کی شاعری کا اصل موضوع دین اسلام کی تبلیغ و ترویج ہے ۔خوشحال خان خٹک کے اس پہلو پر کسی بڑے مصنف نے کبھی توجہ نہیں دی ہے ہم بلا خوف مبالغہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ پشتون سر زمین پر

سب سے بڑے مبلغ اسلام خوشحال خٹک گزرے ہیں۔ خوشحال خٹک کے دیوان کے ہر تیسرے چوتھے صفحے پر آپ کو قرآنی تعلیمات پر مبنی غزل یا نظم مل جائے گی۔

ے دَ دریاب اوبہ شرعے پہ حساب دی

و هر سہ تہ ئے ورکڑے دے ترتیب

ے دا همہ واڑہ دَ شرعے خدمتگار دی

محتسب، قاضی، مفتی ملا خطیب

ےعاقبت مرید دَ شرعے دَ اُمی شو

کہ خبرے بو علی کڑے عندلیب

ے پہ جهان کے بل رقیب دَ شرعے نیشتہ

کہ رقیب دے یو شیطان ئے رقیب

ے مخالف دَ شرعے واڑہ شیطانی دہ

مخ ئے تور شہ چہ عمل کڑی پہ تکذیب

ے چہ غمخوار دے دَ هر کار نہ دے پہ دین کے

نہ دے یار نہ دے محب نہ دے حبیب

ے فلاسفہ معتزلہ واڑہ گمراہ دی

چہ بے شرعے پہ خپل رائے کاندی ترغیب

ے دوہ اویا ملت واڑہ آلود دے

پکے یو ملت دَ شرعے دے نجیب

ے رنج زحمت دے خدائے در نہ کا خوشحالہ

گنڑہ کڑہ دارو دَ شرعے پہ طبیب17

دریا کا پانی بھی شریعت کے حساب سے ہے۔ شریعت نے ہر چیز کو ایک ترتیب دی ہے محتسب قاضی خطیب سب شریعت کے خدمت گار ہے ۔بو علی جو بات کرتے وقت بلبل کی طرح چہکتا تھا ۔آخر کار امی شارع کی کی شریعت کے مرید سید بن گئے ۔دنیا میں شریعت کا صرف ایک ہی دشمن ہے اور وہ شیطان ہے ۔شریعت کے خلاف کام کرنا شیطانی عمل ہے۔ ایسے لوگوں کے چہرے کالے ہوں جو شریعت کو جھٹلاتے ہیں۔ جو شخص دینی امور میں آپ کا ساتھ نہیں دیتا ہے وہ آپ کا یار دوست اور حبیب نہیں بن سکتا ہے۔ فلاسفر اور معتزلہ سب گمراہ ہیں۔ جو شریعت کے خلاف اپنی رائے کی ترغیب دیتے ہیں۔

خوشحال خان خٹک کی شاعری میں عشق رسول کے بہترین اشعار موجود ہے ایسے اشعار کی تعداد سینکڑوں میں ہے ۔

ے دَ خدائے عرفان مِ وشو پہ عرفان دَ محمد

پاک دے محمد پاک دے سبحان دَ محمد 18ے

ے انبیاء تر محمد پورے معلوم دی

لکہ ستوری تر آفتاب پورےمعلوم دی

ے مرتبہ ئے تر آسمانہ دہ بلندہ

دَ براق ئے دَ آسمان دَ پاسہ سوم دی19ے

ترجمہ: تمام انبیاء کی شناخت محمد کی بدولت ہے جس طرح کے آفتاب کے نکلنے سے ستارے غائب ہو جاتے ہیں ۔آپ کا مرتبہ آسمانوں سے بھی بلند ہے آپ کے براق کے سم آسمان کےسینے پر پیوست ہے۔ ترجمہ راقم۔

شرعی اور فقہی علوم پر دسترس رکھنے کے باعث خوشحال کو بجا طور پر شاعر اسلامکہا جاتا ہے۔ اس کی عملی زندگی پر اسلامی تعلیمات کا رنگ مکمل طور پر چھایا ہوا تھا۔ ایک شعر کا مفہوم یہ ہے کہ اے میرے رب خوشحال خان خٹک تیرے دربار میں دست بدعا ہے کہ اس کے دل میں ہمیشہ کے لئے دین کی بنیاد مستحکم بنا دے۔

ے قرآن چہ لوست شی پہ هغہ کور کے

غم بہ ئے نہ وی پہ سپین پہ تور کے 20ے

ترجمہ: نہ جس گھر میں میں تلاوت کلام پاک ہوتی ہو اس گھر کے مکینوں کی زندگی آرام سے گزرے گی۔

ایک شعر میں کہتے ہیں؛

ے چہ سلطنت ئے لایزال دے

لایزال دے ذوالجلال دے 21ے

خدا کی سلطنت ہمیشہ رہے گی وہ لا یزال اور ذوالجلال ہے۔

ایک خوبصورت غزل کا ترجمہ ملاحظہ ہو؛

میں نے شریعت کا حکم سر آنکھوں سے آنا ہے تمام اوامر میں نے قبول کیے ہیں ہیں اور جتنے نواھی ہیں۔ ان سے توبہ۔ اے خدا مجھے اس راستے پر روانہ کر جس پر نبی نے قدم رکھے ہیں۔ میں تیرے دربار سے اور کچھ نہیں مانگتا یہی ایک سوال کافی ہے۔

خوشحال خان خٹک کا سلام ان پر ہے جو دین پر ثابت قدم ہے۔

ے پہ اوبو چہ روانہ دی شونڈے ما گدہ

پہ ورز سل خونونہ کڑہ پہ شریعت22ے

اس پانی کو ہونٹ نہ لگاؤ جو شریعت کی رو سے روا نہیں ہے شریعت کے مطابق روزانہ ایک ہزار قتل کیا

کر۔

ے هر چه شرع فرمائی په هغه کار کڑه

ما عمل کوه په رسم په دودونه 23ے

شریعت میں جو حکم ہے اس پر عمل کرو ، رسم و رواج پر نہ چلو۔

خوشحال خٹک کی شاعری میں سینکڑوں بار قرآن پاک کا ذکر آتا ہے۔

ے ما قرآن منلے چه نازل دے له آسمانه

نورو ته خبرے چه بخلے یونانی دی 24ے

میں نے قرآن پاک کو آسمانی کتاب مانا ہے۔ یونانی فلسفے کی باتیں میں نے دوسروں کے لئے چھوڑی ہیں۔

ے چه دَ دوه کونو بادشاه دے

محمد دَ عبدالله دے

جو دونوں جہانوں کا بادشاہ ہے وہ محمد بن عبداللہ ہے۔

ے شفاعت دَ محمد ثابت په نص دے

دا پ دا چه دے دَ درست جهان اخص دے25ے

محمد کی شفاعت نص سے ثابت ہے ۔ یہ اس وجہ سے کہ تمام جہانوں میں آپ اللہ کے خاص بندے ہیں۔

خلفاراشیدین کے متعلق کہتے ہیں ؛

ے چار یاران ئے برگزین دی

سلور ستنے ئے دَ دین دی

ے اول یار ئے یار غار دے

دویم یار ئے دره دار دے

ے دریم یار دَ ده عثمان دے

سلورم شاهِ مردان دے

ے دوه خسران دوه ئے زومان دی

په بزرگئی کے یو یکساں دی 26ے

آپ کے چار برگزیدہ یاران یاران دین اسلام کے ستون ہیں، پہلا آپ کا یار غار تھا، دوسرا عمر درہ دار تھا ، تیسرا یار عثمان تھا اور چوتھا علی شاہ مردان تھا۔ پہلے دو آپ کے سسر اور آخری دو آپ کے داماد تھے۔ بزرگی اور عظمت میں یہ سب یکساں تھے۔

ے چه په سب دَ ابوبکر دَ عمر دی

که په خله کلمه وائی هم کافر دی

ے د هغو په مرگ ثواب گټلے بویه

دَ بد گوئی دَ ذوالنورین او دَ حیدر دی

ے زه خوشحال خټک هغه سنی مذہب یم

چه یاران راباندے واڑه برابر دی 27ے

جو بدبخت ابوبکر اور عمر کو گالیاں دیتے ہیں وہ لوگ اگرچہ کلمہ پڑھتے ہیں مگر در حقیقت کافر ہیں۔ ان لوگوں کا قتل ثواب کا کام ہے۔ جو آعثان اور حیدر کی شان میں گستاخی اور بدگوئی کرتے ہیں۔ میں خوشحال خٹک وہ سنی مذہب ہوں جو چاروں میں فرق نہیں کرتا ۔ خوشحال خٹک کی دیوان میں بیسیوں ایسی نظمیں ملتی ہیں جن میں خلفائے راشدین کے مناقب بیان کئے گئے ہیں۔ چار یاران کے علاوہ خوشحال خٹک نے اصحاب کرام اور خاص کر عشرہ مبشرہ کی ستائش میں منقبت لکھی ہیں۔

ے دَ رسول چه لوئے اصحاب دے

خدائے یاد کڑی په کتاب دی

ے سابقون الاولونَ

راشه واوره په غوگونه

ے فضیلت دَ واڑو ڈیر دے

تر شمار تر حساب تیر دے

ے که دَ دوی فضیلتونه

غواڑے گوره آیتونه

ے هر اصحاب ئے چه به نوم دے

لار خودونکے کالنجوم دے 28ے

ترجمہ: حضور کے بڑے اصحاب کو خدا نے کتاب میں یاد کیا ہے، سابقون الاولون والی آیت کھول کر سن لو۔ سب کی فضیلت اتنی زیادہ ہے کہ جس کا حساب نہیں اگر آپ صحابہ کرام کی فضیلت جاننا چاہتے ہیں تو قرآنی آیتیں دیکھا کروجتنے بھی اصحاب ہیں سب ستاروں کی مانند ہیں۔ اس نظم میں سب عشرہ مبشرہ کے اسمائے گرامی گنوائے گئے ہیں۔ اہل بیت کی محبت خوشحال خٹک کی دینی شاعری کی سب سے بڑی پہچان ہے۔ ایک مثنوی میں اہل بیت سے یوں عقیدت کا اظہار کرتے ہیں

ترجمہ: آپ کی بڑی بیٹی بی بی فاطمہ تھی اور ان پر بزرگی کا خاتمہ ہوا تھا، مرتضی علی ان کے شوہر تھے جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد تھے ۔ اس مثنوی میں بارہ اماموں کے نام ترتیب سے گنوائے ہیں۔

ے دَ جهان دولس امام دی

پہ حدیث کے نام پہ نام دی 29ے

یعنی دنیا کے بارہ امام ہیں جن کے نام احادیث میں آئے ہیں۔

ے دَ علی دَ آل پہ مدح کے جنت دے

دَ خوشحال خٹک پہ دا دہ تسلی30ے

یعنی علی کی اولاد کی مدح میں جنت ہے اور خوشحال خٹک کو اسی بات سے تسلی ملتی ہے۔ اہم بیت کی صفت میں بہت زیادہ اشعار ہیں۔

خوشحال خان خٹک کی دینداری اور تفہیم دین کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی سورہ انبیاء میں سترہ انبیاء کے نام گرامی آئے ہیں۔ خوشحال خان کی شاعری میں ان سترہ پیغمبروں کا ذکر متعدد بار آیا ہے ۔روایتی نعت نگاری کے علاوہ غزلوں اور رعبایات کے مختلف اشعار میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پچاس بار آیا ہے۔ حضرت عیسیٰ کا ذکر چونتیس بار آیا ہے۔ حضرت ابراہیم کا ذکر بھی کثرت سے آیا ہے۔ حضرت آدم کا ذکر مختلف حوالوں سے آیا ہے۔ آپ کی شاعری میں حضرت موسیٰ ،حضرت یعقوب، حضرت ایوب، حضرت یوسف، حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کا ذکر بار بار ملتا ہے۔ حضرت یونس ،حضرت شیت اور حضرت دانیال، حضرتا لقمان و غیر ہ کا ذکر خوبصورت انداز میں آیا ہے۔ ویسے تو انبیاء کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ بتائی جاتی ہے تاہم قرآن میں چھبیس انبیاء کرام کا ذکر آیا ہے۔ خوشحال خٹک نے ان سب کا ذکر مختلف حوالوں سے کیا ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں؛

حضرت سلیمان علیہ السلام کے حوالے سے دس اشعار ملتے ہیں؛

ے نہ سلیمان وو نہ ئے تخت وو

نہ آصف دَ بر خیا31ے

ے ابراہیم چرا اسمعیؑل تہ ےتیغ تیار کڑو۔

اسمعیؑل ابا ونہ کڑہ پہ دا چرے

ے حکایت شو زنے پاتے

نہ ماہی شتہ نہ یونس 32ے

ے دَ موسیٰ پہ معجزہ بہ سہ گروبیگی

دَ فرعون چہ دَ هامان غوندے وزیر دے33ے

ے ورونڑو یوسف واچو کوهی تہ

مشرف دے پہ جاہ و پہ جلال34ے

یعنی بھائیوں نے حضرت یوسف کو کنویں میں ڈال دیا اور وہ جاہ و جلال سے مشرف ہوا ۔

ے یو نادان ئے دانہ نہ کڑو

پہ خپل عمر مسیحا35ے

یعنی حضرت عیسیٰ نے ساری عمر میں ایک نادان کو بھی دانہ کر سکا۔

انبیاء علیہ السلام کے حوالے خوشحال خٹک نے اپنی غزلوں میں جو تلمیحات استعمال کی ہے اس پر ایک ضخیم مقالہ بھی لکھا جا سکتا ہے اور اس سلسلے میں دوسرا شاعر ہے اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ پشتو زبان میں دین اسلام کے حوالے سے پہلی لکھی ہوئی کتاب اخون درویزہ کا مخزن الاسلام ہے۔ خوشحال خٹک نے جب یہ کتاب دیکھی تو انہوں نے اخوندرویزہ پر خوب تنقید کی۔ خوشحال خٹک نے دین کے معاملے میں کسی سے رعایت نہیں کی ہے۔ اخون درویزہ ایک نیم خواندہ مولوی تھے جنہوں نے کمزور روایات کا سہارا لے کر اغلاط و اسقام سے بھرپور صرف مصنف بننے کے شوق میں غلط سلط کتاب مرتب کی تو خوشحال خٹک کو کہنا پڑا ۔

ے درویزہ نہ مجتہد دے نہ امام دے

دے هم خام تاسو هم خام مخزن هم خام دے 36ے

یعنی درویزہ مجتہد یہ امام نہیں ہے۔ وہ خود کچاہے ،اس کو پڑھنے والے بھی خام اور مخزن بھی خامیوں سے بھری پڑی ہے۔ خوشحال خٹک بے عمل عالم کو گدھے سے تشبیہ دیتے ہیں۔

ے کہ سو دے علم ڈیر او عمل نہ وی

تہ حمار ئے پہ تالشلی کتابونہ 37ے

یہ ہوبہو قرآنی آیت "کمثل الحمار یا یحمل اسفاراً " کا ترجمہ ہے ۔

خوشحال خان خٹک کی شاعری کا بہت بڑا حصہ دینی تعلیمات پر مشتمل ہے خوشحال خٹک اسلامی تعلیمات کے بہت بڑے مبلغ گزرے ہیں۔ خوشحال بابا کی دینی تعلیمات کا اثر ہے کہ ہر پشتون دین اسلام پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہے۔

حوالہ جات:

1. خوشحال خان خٹک، ارمغان خوشحال مرتب میاں سید رسول رسا یونیورسٹی بک ایجنسی پشاور س ن صفحہ 91

2. ڈاکٹر اقبال نسیم خٹک پشتون شناس پشتو اکیڈمی پشاوریونیورسٹی 2011 ء صفحہ 275
3. دوست محمد کامل ،خوشحال خان خٹک کلیات مرتبہ ادارہ اشاعت سرحد 1952ء ص585
4. فضل احسان احسان ، انتخاب خوشحال خان خٹک ، زیب آرٹ پبلشر محلہ جنگی پشاور، 1995ء ص162
5. پروفیسر پریشان خٹک پشتون کون؟ ناشر پشتو اکیڈمی پشاور یونیورسٹی 1985ء صفحہ 532
6. ڈاکٹر اقبال نسیم خٹک پشتون شناس، انتساب صفحہ 5
7. ڈاکٹر خدیجہ بیگم فیروز الدین خوشحال خٹک حیات و فن اکادمی ادبیات پاکستان 2004 ص 89
8. میر عبدالصمد خان، خوشحال و اقبال، منظور عا کتب خانہ اندرون کابلی گیٹ پشاور 1978 ص 82
9. خوشحال خان خٹک ارمغانِ خوشحال مرتب میاں سید رسول رسا یونیورسٹی بک ایجنسی پشاور سالِ اشاعت ندارد صفحہ 84-
10. خوشحال خٹک نام حق مرتبہ ہمیش خلیل یونیورسٹی بک ایجنسی پشاور 1994 ص1
11. خوشحال خٹک اخلاق نامہ اشاعت مرکز مطالعہ پاکستان پشاور یونیورسٹی 1981 ص1-
12. ڈاکٹر اقبال نسیم خٹک، پشتون شناس ص243 خوشحال خان خٹک فالنامہ
13. خوشحال ریسرچ سنٹر پشتو اکیڈمی پشاور یونیورسٹی 1985 ص1
14. دوست محمد کامل ، کلیات خوشحال ناشر ادارہ اشاعت سرحد پشاور 1982 صفحہ 5
15. ارمغان خوشحال یونیورسٹی بک ایجنسی پشاور 1967 ص 64
16. ایضاً صفحہ 313
17. ایضاً صفحہ 203
18. ایضاً صفحہ 325
19. ایضاً صفحہ 333
20. ایضاً صفحہ 383
21. ایضاً صفحہ 410
22. ڈاکٹر یار محمد مغموم ، کلیات خوشحال بابا، یونیورسٹی بک ایجنسی 2016ء صفحہ 835
23. ایضاً صفحہ 747
24. ایضاً صفحہ 913
25. ایضاً صفحہ 1124
26. ایضاً صفحہ 1313
27. ڈاکٹر بادشاہ روم علی خیل دریاب خوشحال و انبیاء اعراف پرنٹر پشاور صفحہ 84
28. ایضاً صفحہ 23
29. ایضاً صفحہ 85
30. ایضاً صفحہ 69
31. ایضاً صفحہ 81
32. ایضاً صفحہ 45
33. ڈاکٹر اقبال نسیم زرخیز تخیل کا شاعر پشتو اکیڈمی کوئٹہ 2012ء صفحہ 438
34. ایضاً صفحہ 519
35. ایضاً صفحہ 199
36. ایضاً صفحہ 201
37. ایضاً صفحہ 203